بحث و نظر

"نمازِ عیدین کی زائد تکبیریں"

شوال ۱۳۷۶ھ کے رحیق میں "عید الفطر کے مسائل و احکام" کے ضمن میں لکھا گیا تھا کہ عیدین کی نماز میں زوائد تکبیروں کی تعداد ۱۲، اور ان کا دونوں رکعتوں میں قرأت سے پہلے ہونا اولیٰ اور بہتر ہے۔ پھر اس پر دلائل کا ذکر کر کے بتایا گیا تھا کہ جمہور سلف — امام مالک، امام شافعی امام احمد، امام اسحاق وغیرہم کا یہی مسلک ہے۔

جن لوگوں کی نظر سے وہ مقالہ گذرا ہوگا وہ بتا سکتے ہیں کہ اس کا طرزِ تحریر سنجیدہ تھا اور اس طریقے کے مطابق جو اہل علم کا اب تک چلا آیا ہے۔ یعنی متداول دو مسلکوں کے دلائل کو ذکر کر کے ایک کو بادلیل ترجیح دی گئی تھی۔

مگر یہ دیکھ کر تعجب ہوا کہ لاہور کے ایک ستر بہتر سالہ بزرگ مولانا رفیق دلاوری یہ مقالہ دیکھ کر جلال میں آگئے اور غیض و غضب سے بھرپور ایک ایسا مضمون ملتان کے الصدیق رسالے میں شائع کرا دیا جس میں تحقیق کم اور غصہ زیادہ ہے چنانچہ مولانا موصوف رحیق سے گذر کر بلاوجہ بیچاری جماعت اہل حدیث پر بھی برس پڑے۔

مولانا کے احترام اور اس وجہ سے کہ مضمون میں کوئی نئی چیز نہیں آپکے ارشادات نظر انداز کئے جانے کے قابل تھے مگر چونکہ اس کا تعلق مسئلے کی تحقیق سے ہے لہٰذا اس سلسلے میں چند باتیں عرض کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔

(۱) ہم نہیں سمجھ سکے کہ اس مسئلہ پر خامہ فرسائی کی صاحب مضمون کو کیا ضرورت پیش آئی، جبکہ حنفیہ کرام کا ایک معتد بہ طبقہ بھی اہل حدیث کے مسلک کو تسلیم کرتا ہے جیسا کہ رحیق میں امام محمدؒ سے نقل بھی کر دیا گیا ہے۔ مزید یہ کہ موطا امام محمد کے محشی مولانا عبد الحی نے اس مسلک کے موافق سنت ہونے کا اعتراف فرمایا ہے[1]

---

[1] التعلیق الممجد ص۱۴۱

مزید برآں یہ کہ خود امام ابو یوسف رح نے بغداد میں مسلک اہل حدیث کے مطابق نماز عید پڑھائی جب کہ ان کی اقتداء خلیفہ ہارون رشید کر رہے تھے[1] اور یہ غالباً اس لئے کہ امام ابو یوسف نے اس مسئلے میں حنفی مسلک ترک کر کے اہل حدیث مسلک اختیار فرما لیا تھا وقد روی عن ابی یوسف انہ رجع الی ھذا[2] بلکہ بعض روایات کے مطابق صاحبین کا بھی یہ مسلک ہے[3] معلوم ہوتا ہے کہ مولانا اس صورت حال سے ناواقف تھے ورنہ وہ اتنی تکلیف نہ فرماتے۔

(۲) رحیق میں سلفاً و خلفاً اکثر آئمہ کے اس مسلک کے لئے راجح اور حنفیہ کے عندیہ کے لئے مرجوح کی تعبیر اختیار کی گئی تھی، اور یہ کوئی نئی تعبیر نہیں تھی۔ اختلافی مسائل میں ——— خصوصاً وہ جن میں ابتدائی قرنوں سے اختلاف چلا آتا ہے ——— بحث کے دوران ایسے ہی الفاظ کا استعمال اہل علم و تحقیق میں متداول ہے اور ان کے لئے راجح مرجوح کی تعبیر مسلمہ، مگر معلوم نہیں کن محرکات کے تحت صاحب مضمون نے راجح کے معنی "بڑھیا" اور مرجوح کے معنی "گھٹیا" کرنے کی ضرورت محسوس کی۔ اس "ترجمانی" کے متعلق سخن فہمی عالم بالا معلوم شد" کے سوائے اور کیا عرض کیا جا سکتا ہے ویسے کوئی شخص اگر اپنے لئے یہ "تشریح" پسند کرتا ہے تو اس کا ذمہ دار وہی ہونا چاہیئے۔

نظر اپنی اپنی پسند اپنی اپنی

(۳) رحیق میں امام ابن عبدالبر مالکی الانتساب کی ایک عبارت کا یہ ترجمہ کیا گیا تھا۔

"بارہ تکبیروں والی روایت پر عمل بہتر ہے، کیونکہ مرفوعاً حسن سندوں سے مروی ہے[4]"۔
مولانا صاحب کی سخن فہمی کی یہ دوسری مثال ہے کہ آپ نے اسے مدیر رحیق کی طرف منسوب فرمایا[5]

(۴) مولانا موصوف بارہ تکبیروں والی پانچ حدیثوں کا ذکر کر کے ان کی تضعیف کے بھی اس مضمون میں درپے ہوئے ہیں مگر افسوس ہے کہ "بذل المجہود" کے دائرے سے باہر نہ نکل سکے ورنہ ان کو معلوم ہو جاتا کہ

ستاروں کے آگے جہاں اور بھی ہیں

سنیئے! حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص کی جس حدیث پر اس مسئلے کا دارومدار ہے۔ وہ بڑے بڑے آئمہ حدیث کے نزدیک استنادی حیثیت سے واقعی اس قابل ہے۔ مثلاً امام احمد۔

---

[1] عنایہ شرح ہدایہ صفحہ ۴۲۵ ج ۱ [2] مبسوط صفحہ ۳۸ ج ۲ [3] رد المحتار صفحہ ۶۱۱ ج ۱ [4] رحیق شوال ۱۳۷۶ھ۔
[5] الصدیق بابت رمضان و شوال ۱۳۷۶ھ۔

امام بخاری۔ امام علی بن المدینی۔ امام ابو داؤد۔ امام ترمذی۔ امام بیہقی۔ حافظ ابن القیم، حافظ عراقی، حافظ ابن حجر۔ علامہ احمد محمد شاکر وغیرہم[1]

نیز مولانا کی اطلاع کے لئے عرض کروں کہ مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کی قوت کو تسلیم فرمایا ہے[2]

ہاں اس کی سند میں واقع راوی عبداللہ بن عبدالرحمن الطائفی کی بعض نے تضعیف ضرور کی ہے مگر اس ظاہری اشکال کا حل یہ ہے کہ

(الف) جارحین کم ہیں اور معدلین زیادہ،

(ب) معدلین میں بڑی اہم شخصیتیں شامل ہیں جیسا کہ ابھی اوپر ملاحظہ سے گذرا ہے اور ایسی صورت میں اکثریت ہی فیصلہ کن موثر ہوتی ہے[3] علاوہ ازیں امام مسلمؒ اپنی صحیح میں بھی اس کی ایک روایت لائے ہیں[4] جو اس کی توثیق پر دال ہے۔

(ج) جارحین کی جرح غیر مفسر ہے اور اصول حدیث سے واقف حضرات کے لئے یہ جانی بوجھی ہوئی حقیقت ہے کہ جرح غیر مفسر کی کوئی ایسی حیثیت نہیں (خصوصاً تعارض کے وقت) جیسا کہ حافظ خطیب نے الکفایہ (ص۱۰۱) میں فرمایا ہے۔ لایقبل الجرح الا مفسراً و لیس قول اصحاب الحدیث فلان ضعیف وفلان لیس بشئ یوجب جرحہ ورد خبرہ وھذا القول ھو الصواب عندنا والیہ ذھب الائمۃ من حفاظ الحدیث ونقادہ مثل محمد بن اسمٰعیل البخاری ومسلم بن الحجاج وغیرھما انتھی

(د) حافظ ابن عدی فرماتے ہیں۔ یروی عن عمرو بن شعیب احادیثہ مستقیمۃ[5] (یعنی عبداللہ طائفی کی روائتیں عمرو بن شعیب سے سب درست ہیں)

اس قول سے جرح وتعدیل کے ان اقوال میں تطبیق کی بھی ایک راہ نکل آئی وللہ الحمد

رہا یہ امر کہ امام بخاری کی طرف اس کے بارے میں قید نظر کہنا منسوب ہے تو گذارش ہے

---

[1] دیکھئے مسند احمد۔ سنن بیہقی۔ الجوہر النقی، نصب الرایہ۔ تلخیص۔ نیل۔ تحفۃ الاحوذی۔ زاد المعاد۔ تعلیق المسند وغیرہ

[2] فتح الملہم ص۴۳ ج۲ [3] دیکھئے الباعث الحثیث لابن کثیر ص۱۰۱ والرفع والتکمیل ص۱۰ ولسان المیزان ص۱۵ ج۱ [4] تہذیب ص۲۹۹ ج۵

[5] تہذیب ص۲۹۹ ج۵۔

کہ علامہ زیلعی نے بحوالہ امام ترمذی زیر بحث حدیث کے سلسلے میں حضرت امام بخاری سے یہ بھی نقل کیا ہے حدیث عبد اللہ بن عبد الرحمن الطائفی صحیح والطائفی مقارب الحدیث[1]

اب اس کا معنی یہ ہوا کہ وہ قول بر تقدیر ثبوت حدیث زیر بحث کے سوا پر محمول ہے۔ واللہ اعلم

دوسری حدیث | اس مسئلے میں عمرو بن عوفؓ کی ہے۔ جس کی تحسین و تصحیح رحیق میں ذکر کی گئی۔ تو صاحب مضمون نے اس کے جواب میں ایک راوی کثیر بن عبد اللہ کی بابت چند جرحیں ذکر کر کے حدیث کی تضعیف کرنا چاہی، اور یہ خیال نہ فرمایا کہ صرف ان جرحوں کی بنا پر یہ روایت پایۂ اعتبار سے بالکل ساقط نہیں قرار دی جا سکتی کیونکہ کثیر کی روایات کو حسن کہنے والے امام بخاری اور امام ترمذی جیسے اساطین فن ہیں[2] اور استاذ احمد شاکر جیسے محقق نے ان کی تصویب فرمائی اور کثیر پر شدید جرح کو غلو قرار دیا ہے[3]۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ امام بخاری اس حدیث کی بنا پر بارہ تکبیروں والے مسلک کے قائل ہو گئے[4]۔ زاد المعاد ص۱۲۲ ج۱ میں امام احمدؒ سے کثیر پر جرح نقل کر کے حافظ ابن القیمؒ لکھتے ہیں والترمذی تارۃ یصحح حدیثہ وتارۃ یحسنہ وقد صرح البخاری بانہ اصح شئ فی الباب مع حکمہ بصحۃ حدیث عمرو بن شعیب واخبر انہ یذھب الیہ اھ

شواہد | بعض علماء نے امام ترمذی کی اس حدیث کو حسن کہنے کی توجیہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ "یہ تحسین بنا پر شواہد کے ہے" اس توجیہ کی تردید میں صاحب مضمون، مصنف بذل المجہود کی تقلید کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"اگر ترمذی کے پاس شواہد ہوتے تو ان کو پیش کرتے[5]" مگر ان اللہ کے بندوں کو شاید معلوم نہیں کہ امام ترمذی ہمیشہ شواہد کا ذکر نہیں فرمایا کرتے۔ بہتر ہوتا اگر مولانا رفیق فتح الملہم (ج۲ ص۴۳) بھی ملاحظہ فرما لیتے کیونکہ مولانا شبیر احمد صاحب نے شواہد کا اعتراف فرما لیا ہے چنانچہ لکھتے ہیں

ولعل اقوی ما فی الباب ھو حدیث	یعنی اس بارے میں سب سے قوی
عبد اللہ الطائفی وقد قال العراقی	روایت طائفی کی ہے اور اس کی تائید

---

۱ نصب الرایہ ص۲۱۷ ج۲ ۲ تہذیب ص۴۲۲ ج۸ ۳ تعلیق الترمذی ص۳۶۳ ج۲ ۴ نصب الرایہ ص۲۱۷ ج۲

۵ الصدیق ص۲۵ پرچہ مذکورہ

اسنادہ صالح ولہ شواھد ضعیفۃ میں دوسرے شواہد ضعیف بھی ہیں لہذا اس کا
یشد بعضھا بعضا فلا یمکن انکارہ منفی انکار ممکن نہیں۔

اور یہی رحیق نے بھی لکھا تھا۔

ان روایات کے علاوہ حضرت عائشہؓ۔ ابن عمرؓ۔ سعد۔ عبدالرحمان بن عوف۔ ابن عباس۔ جابر وغیرہم سے بھی روائتیں آئی ہیں گو فرداً فرداً ضعیف ہیں لیکن تائید کے لئے کافی ہیں (رحیق شوال ۱۳۷۶ھ)

(۵) اس مضمون میں جو دور کی کوڑی لائی گئی ہے وہ یہ ہے۔

"اصل یہ ہے کہ عیدین کی اصل زائد تکبیروں کے متعلق خود ذات بابرکات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی سنت صحیح حدیثوں میں مروی نہیں اس بنا پر حضرت امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا۔

لیس یروی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی تکبیر العیدین حدیث صحیح" (الصدیق پرچہ مذکورہ)

ادباً گذارش ہے کہ

(الف) اگر اس قول کی نسبت امام صاحب کی طرف درست ہے تو غالباً اس وقت کی بات ہے جب ان کو قابل استناد ذرائع سے مرفوع حدیث نہیں مل سکی تھی جس پر قرینہ یہ ہے کہ اس قول کے بعد آپ نے یہ بھی فرمایا ہے وانما اخذ مالک فیھا بفعل ابی ھریرۃ[۱] معلوم ہوتا ہے اس وقت تک مسئلہ کی بنیاد آپ کے نزدیک آثار صحابہ پر ہی تھی لیکن جونہی مستند مرفوع حدیث مل گئی اس کو دلیل قرار دے لیا، چنانچہ

(ب) عمرو بن شعیب کی حدیث اپنی مسند میں لاکر فرماتے ہیں۔ وانا اذھب الی ھذا[۲] (یعنی میرا قول اسی کے مطابق ہے)

(ج) آپ کا مطلب صریحاً مرفوع حدیث سے ہو، کیونکہ حضرت ابوہریرہ کہ جس فعل پر امام مالک کا مذہب انہوں نے قرار دیا ہے حکماً وہ مرفوع ہی ہے۔ جیساکہ رحیق میں مولانا عبدالحی سے اس کی صراحت نقل کی گئی ہے۔

(۶) امام حازمی المتوفی ۵۸۴ھ لکھتے ہیں" اگر دو حدیثوں میں تعارض ہو تو راجح وہ ہوگی جس کے

---

[۱] تخریج ہدایہ زیلعی ص۲۱۴ جلد ۲۔

[۲] مسند احمد طبع احمد شاکر۔ ص۲۱۷ جلد اول

مطابق خلفائے راشدین کا عمل ہوگا"۔ پھر مثال میں تکبیرات عیدین کو پیش کرکے کہا ہے کہ "صدیق اکبر و فاروق اعظم رض کا عمل ۱۲ تکبیروں پر ہے" چنانچہ وجوہ ترجیح کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں الوجہ الحادی والثلاثون ان یکون احد الحدیثین قد عمل بہ الخلفاء الراشدون الثانی فیکون اکد ولذلک قدم روایۃ من روی فی تکبیرات العیدین سبعا وخمسا علی روایۃ من روی اربعا کاربع الجنائز لان الاول قد عمل بہ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما فیکون الی الصحۃ اقرب والاخذ بہ اصوب انتہی (کتاب الاعتبار ص۱۷)

خاتمۂ سخن | سوچنے کی بات یہ ہے کہ جس مسئلے کے بارے میں (۱) مسلم الثبوت مرفوع حدیثیں (۲) شیخین رض سمیت اکثر صحابہ کا عمل (۳) جمہور ائمہ کا مسلک (۴) حنفی مکتبِ فکر کے ایک بہت بڑے ستون (امام ابو یوسف ؒ) کا عمل و اختیار (۵) بعض حنفیہ کرام کا اعتراف و تسلیم ـــــ موجود ہو۔ اس کو اگر راجح نہ کہا جائے تو اس کا کیا نام ہو؟

بے محل | ایک بحث مولانا نے آخر میں چھیڑنے کی کوشش کی ہے جسے غیر ضروری سمجھ کر سرِدست نظرانداز کیا جاتا ہے وان تعودوا نعد ان شاء اللہ وصلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ وسلم

۹/۲۰

مفت

حدیث کی مشہور و معروف کتاب صحیح مسلم عربی مع اردو۔ و مع شرح نووی کی پہلی تین جلدیں خرید کر مولانا رحیم بخش صاحب لاہوری کی اسلام کی آٹھ کتب کا کامل سیٹ مفت حاصل کیجئے۔ جو ۹۹۹ صفحات پر مشتمل ہے۔ قیمت فی جلد ۸ روپے محصول ڈاک فی جلد ایک روپیہ دو آنے

مکتبہ سعودیہ برنس روڈ کراچی ۱

بالکل مفت

رسالہ صحیفہ اہلحدیث کی ۳۷ ویں سالگرہ کی خوشی میں ادارہ کچھ رسائل تقسیم کر رہا ہے۔ آپ بھی ایک کارڈ پر اپنا پورا پتہ لکھ کر طلب فرمالیجئے۔ یہ اعلان صرف ماہ محرم ۷۶ھ کے لئے ہے۔

منتظم صحیفہ اہلحدیث کراچی ۱

خوشخبری

(۱) تحفۃ الوریٰ فی تحقیق مسائل عید الاضحیٰ (۲) بستیوں میں جمعہ کا ثبوت۔ مندرجہ بالا دو رسالے ۲ کے ٹکٹ بھیج کر مفت طلب کریں

فاروق احمد راشد متعلم مدرسہ جامعہ اسلامیہ آبادی حاکم رائے جڑانوالہ